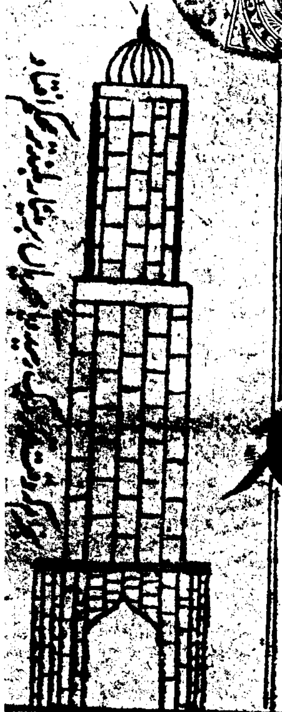
نمبر ۵

جنوری سنہ ۱۹۱۲ء
قادیان دارالامان



الحکم

ایڈیٹر
شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت جو ہر حال میں
پیشگی لی جائیگی

عوام سالانہ ے ۳ ؍
خواص سے ۵ ؍
ہندوستان سے باہر ے ۶ ؍
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۲ ؍

چہ گویم بانو گرائی چیاو زقا دیاں بینی

دو اینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

اور پھر ہر ایک آئت کے متعلق بھی اس نے دعویٰ کیا چنانچہ فرمایا:۔ کِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُہٗ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ یعنی یہ کتاب جو خدا تعالیٰ حمید مجید نے نازل کی ہے اور جس کے نزول کی محرک اس کی صفات رحمٰن اور رحیم ہیں۔ ایک ایسی کتاب ہے۔ جس کی آیات مفصل ہیں۔ اور کیوں وہ آیات مفصّل نہ ہوں یہ قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔ ہاں اس کی حقیقت کو وہ لوگ سمجھ سکتے ہیں۔ جو عقلمند ہوں۔

مسافر بتائے کہ یہ دعویٰ جو قرآن مجید نے کیا ہے اس کے خلاف جب تک کوئی امر پیش نہ کیا جاوے تو محض نادانی سے کہدینا کہ آیات مختصر ہیں۔ نری جہالت نہیں تو کیا ہے؟

پھر دوسرا الزام وہ یہ دیتا ہے کہ آیات کا مطلب پیچیدہ ہے۔ اس پیچیدگی کی اگر کوئی تصریح مہاشہ جی نے کی ہوتی۔ تو البتہ میں اس پر غور کرتا مگر بلا سوچے سمجھے ایک بات مُنہ سے نکال دینے کا تو کوئی علاج میرے پاس نہیں ہے۔ قرآن مجید تو یہ بیان کرکے کہ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی یعنے وہ لوگوں کے لئے ہدائت ہے اور پھر اسّوں کی اس میں تفصیل ہے اور پھر فرمایا:۔ فَصَّلْنٰہُ عَلٰی عِلْمٍ اور تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ۔ حِکْمَۃٌ بَالِغَۃٌ یعنے وہ مفصل ہے۔ اس میں ہر شئے کا بیان ہے۔ وہ حکمت بالغہ ہے۔ مگر ایک ایسا شخص جس نے قرآن مجید کی پاک تعلیم پر غور ہی نہیں کیا۔ اور اگر کیا ہے۔ تو محض اعتراض کے لئے۔ وہ اس کو پیچیدہ بتائے۔ خدا کی شان!

قرآن مجید کی شان بلند پر بہت سی آیات پیش کی جاسکتی ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ گمراہ مسافر نے جو دعاوی کئے ہیں۔ وہ سب باطل اور ہیچ ہیں۔ بالآخر وہ کہتا ہے کہ عام مسلمان قرآن کو سمجھ بھی نہیں سکتے ہمیں نہیں جانتا کہ اس کے اس اعتراض کا منشاء کیا ہے۔ اگر یہ مطلب ہے کہ قرآن مجید ایسی ادق اور مشکل کتاب ہے کہ اس کا سمجھنا مشکل ہے تو یہ دعویٰ سراسر باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اسی مجید کتاب میں فرمایا ہے لَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ کہ ہم نے قرآن مجید کو ذکر کے لئے آسان کردیا ہے۔ اور فی الواقعہ قرآن مجید ایسی آسان کتاب ہے کہ دُنیا میں کوئی کتاب اس بارہ میں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی اور اگر یہ مطلب ہے کہ مسلمان توجہ نہیں کرتے۔ تو یہ ماننے کو ہم تیار ہیں۔ اس سے قرآن العظیم کی خوبی اور عظمت میں کوئی فرق نہیں آسکتا ؎

ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور
ایسا چمکا ہے کہ صد نیّر بیضا نکلا

بہرحال قرآن مجید ایک ناطق اور مبین و مفصّل کتاب ہے اور اس کی ہدائت مفصّل معنیٰ خیز اور آیۃ اللہ ہے اور یہی کتاب ہرحال میں مقدم اور امام ہے۔ ہاں اس میں کوئی کلام نہیں۔ کہ جو اعتراض نادان مسافر نے قرآن کریم پر کئے ہیں۔ وہی اعتراضات عملی رنگ میں وید پر ہو سکتے ہیں۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم اگلی اشاعت میں بتائیں گے کہ قرآن مجید کے مقابلہ میں

وید کی کیا پوزیشن ہے

جب تک یہ اصل صاف نہ ہولے۔ احادیث میں سے جو امور مسافر نے پیش کئے ہیں۔ اُن کی حقیقت اور فلسفہ بیان کرنے کی نوبت نہیں آسکتی۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کرکے یہ کہا جاسکتا ہے کہ مسافر نے جو امور اپنے خیال میں اعتراض اور تضحیک کے رنگ میں پیش کئے ہیں۔ ان کا جواب اسے مل جائیگا۔

لطف تب ہوتا۔ اگر اسلام کی تعلیم کے مقابلہ میں اپنی گھریلو تعلیم بھی پیش کرتا۔ تاکہ ناظرین کو مقابلہ اور موازنہ کا اچھا موقعہ مل جاتا۔ اس کو تو آریہ سماج کے پریس اور پلیٹ فارم تک محدود چھوڑ کر دوسروں پر حملہ کرتا ہے۔ مگر اس کی یہ حرکت فی الحقیقت اس نادان کی سی ہے۔ جو شیش محل میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر مارتا ہے۔ یہ بہترین راہ نہیں ہے۔ (باقی دوسرے نمبر میں۔ انشاء اللہ تعالیٰ)

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی آمد آمد

اے آمدنت باعثِ آبادی ما
ذکرِ تو بود زمزمہ شادی ما

یہ خبر اہالیان قادیان کے لئے نہائت مسرّت بخش ہے۔ کہ ہمارے ضلع کے بیدار مغز اور فراخ حوصلہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر بہ تقریب دورہ قادیان تشریف لاتے ہیں۔ ایڈیٹر الحکم اس موقعہ پر صاحب ممدوح اور آپ کی لیڈی صاحبہ کی خدمت میں سب سے اول نہائت ادب اور اخلاص کے ساتھ ویلکم (Wel come) عرض کرتا ہے حکام کا دورہ ایک عجیب نعمت ہے۔ وہ باتیں جو کسی طرح برحال مقام حکام تک نہیں پہنچ سکتی ہیں۔ دورہ میں نہائت آسانی سے اُن کے گوش گذار کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ اور دراصل حکام کے دوروں کی غرض اور غائت بھی یہی ہے۔ کہ ذمہ وار آفیسر رعایا کے حالات سے ذاتی واقفیت حاصل کریں۔ وہ لوگ بڑے ہی خوش قسمت ہیں۔ جن کو ایسا موقعہ ملے کہ ان کا اعلیٰ حاکم ان کے شہر اور گاؤں میں موجود ہو۔ اور انہیں اپنی ضروریات کے اظہار کا موقعہ دے۔ ہمارے ضلع کے بیدار مغز ڈپٹی کمشنر میجر سی الیٹ صاحب بہادر خصوصیت سے رعایا کے ساتھ ہمدردی میں مشہور ہیں۔ اور یہ پہلا ہی موقعہ ہے۔ کہ وہ ہمارے اس قصبہ میں تشریف لاتے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا بالکل درست ہے کہ گذشتہ پانچسال کے اندر صرف پہلی مرتبہ ہمارے ضلع کے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر یہاں تشریف لاتے ہیں۔ اس وقت چونکہ ہمیں موقعہ حاصل ہے کہ ہم صاحب ممدوح کی خدمت میں باشندگان قادیان کی بعض ضرورتوں اور خواہشوں کو پیش کریں۔ اس لئے نہائت ادب سے پیش کرنے کی جراءت کرتے ہیں۔

(اوّل) سب سے اوّل اور ضروری امر جس پر صاحب ممدوح کی توجہ درکار ہے۔ قادیان اور بٹالہ کی سڑک کا سوال ہے۔ اس سے پہلے بھی الحکم کے ذریعہ صاحب ممدوح کی خدمت میں یہ سوال پیش کیا جاچکا ہے۔ کہ قادیان آپ کے ضلع میں اتنا بڑا اہم قصبہ ہے۔ جس کی نظیر ضلع بھر میں مشکل سے ملیگی۔ جہاں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مرحوم مغفور کی برکات کی وجہ سے تعلیمی اور رفاہ عام کوششیں بہترین ثمرات پیدا کر رہی ہیں۔ اور اسی وجہ آمد رفت مردمان و تجارت میں کثرت ہو رہی ہے۔ اور دن بدن قادیان کی آبادی ترقی کررہی ہے۔ ایسی حالت میں بٹالہ اور قادیان کی درمیانی سڑک نہائت ناقص اور تکلیف دہ ہے۔ چونکہ سڑک مذکور غالباً حضور کے ملاحظہ سے گذر چکی ہے۔ اس لئے اس کے متعلق زیادہ عرض کرنے کی حاجت نہیں۔ بجز اس کے کہ از راہ کرم اس سڑک کو پختہ کرادیا جاوے۔ اور اگر ڈسٹرکٹ بورڈ میں کافی روپیہ نہ ہو۔ تو حضور پراونشل فنڈ سے اس سڑک کی اہمیت کو زیر نظر رکھ کر امداد دلائیں۔ اس سڑک کے پختہ ہوجانے پر یہ آپ کے مبارک عہد کی انشاء اللہ بہترین یادگار ہوگی۔

(دوم) قادیان میں ایک شراب کی دوکان ہے۔ قادیان کے باشندے شراب نوش نہیں ہیں۔ باہر سے دیہاتی لوگ آکر شراب پیتے اور بعض اوقات لڑائی جھگڑوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ جس سے امن عامہ میں خرابی کے علاوہ عام اخلاق پر بھی بُرا اثر پڑتا ہے۔ دوکان کا محل وقوع ایک مندر (ٹھاکردوارہ) اور دھرم سالہ کے قرب میں واقع ہوا ہے۔ جو کسی طرح پر بھی مناسب اور موزون نہیں۔ بلکہ یہ ایک ممنوع امر ہے۔ کہ ایسے موقعہ پر شراب کی دوکانیں ہوں اس سے پہلے بھی یہ معاملہ سابق صاحب ڈپٹی بہادر کے نوٹس میں لایا گیا تھا۔ لیکن چونکہ قبل نیلام ٹھیکہ ایسے امور پر توجہ نہ دلائی گئی۔ اس لئے یہ دوکان قائم رہی۔ ورنہ اس کے اٹھائے جانے کا سوال ایک سے زیادہ مرتبہ پیش ہوچکا ہے۔ اب چونکہ نیلام ٹھیکہ میں کافی وقت ہے۔ اس لئے حضور کی نیک سیعت اور اخلاق بہتری کے کاموں میں دلچسپی سے امید کرنا بے موقعہ نہیں کہ اس مرتبہ اس دوکان کو یہاں سے قطعاً اٹھادیا جاوے۔ اور قادیان کے نام سے ٹھیکہ نیلام نہ ہو۔

(سوم) تیسرا اور ضروری امر یہاں کی نوٹیفائڈ ایریا کمیٹی کے متعلق ہے۔ اس میں کچھ بھی شک نہیں۔ کہ سب سے پہلا آدمی جس نے اس سوال کو اٹھایا تھا۔ وہ ایڈیٹر الحکم ہے اور میں اپنے ضلع کے بیدار مغز حکام کی مہربانی کا از بس ممنون ہوں۔ کہ انہوں نے الحکم کے ان مضامین کو جو اس سلسلہ میں لکھے گئے تھے۔ وقعت کی نظر سے دیکھا۔ اور یہاں نوٹیفائڈ ایریا کمیٹی قائم کی۔ کمیٹی کے قیام کی غرض حفظ صحت کے اصولوں کا لحاظ اور صفائی تھی۔ مگر کمیٹی اس معاملہ میں جس حد تک باشندگان قادیان کے لئے مفید اور بابرکت ثابت ہوئی ہے۔ وہ اس درخواست سے ظاہر ہے۔ جو باشندوں نے قادیان کی کمیٹی کے توڑے جانے کے متعلق پہلے سے حضور کی خدمت میں پیش کی ہے۔ قادیان کی اندرونی صفائی کے علاوہ جو ضروری امر ہے۔ وہ اس پانی کے نکاس کا مستقل انتظام ہے۔ جو قادیان کے اردگرد جمع رہتا ہے۔ اور جس کی وجہ سے قادیان کی صحت کا خطرہ میں رہنا یقینی امر ہے۔ کیونکہ ڈھابوں اور ڈبروں کا پانی جو کسی قصبے کے اردگرد جمع رہے۔ اور

جس میں ہر قسم کی غلاظت اور گندگی پڑتی رہتی ہے۔ بہرحال مضر صحت اور ملیریا پیدا کرنے والا مانا گیا ہے۔ اور اس پانی کے نکاس کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ ایڈیٹر الحکم نے ایک مرتبہ اپنے بعض معزز دوستوں اور ممبران کمیٹی کے ہمراہ یہی سوال سابق صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور پیش کیا تھا۔ اور صاحب ممدوح نے اس پانی کے نکاس کی بہترین تجویزوں پر غور کر کے ایک سکیم پیش کرنے کی ممبران کمیٹی کو زبانی ہدایت کی تھی اور فرمایا تھا۔ کہ اس سکیم کے پیش ہونے پر وہ پانچسو روپیہ تک کی امداد ڈسٹرکٹ بورڈ سے اس مقصد کے لئے دلا سکیں گے۔ مگر افسوس ہے کہ ابتک کوئی سکیم پیش نہ ہو سکی۔ اور پانی کا اس طرح قصبہ کے گرد جمع رہنا مضر صحت ہو رہا ہے۔ قادیان کی واجب العرض سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آبپاشی کے لئے کنوئیں کافی ہیں۔ اور یہ پانی آبپاشی کے لئے چنداں کام نہیں آتا۔ اگر آبپاشی کے لئے بھی اس کو رکھنا مقصود ہو۔ تو بشکل تالاب رکھا جا سکتا ہے۔ لیکن جو صورت اس کی اب ہے یہ مضر صحت ہے اور اس پر ہی آجتک توجہ نہیں۔ یہ امید کرنا بے موقعہ نہیں کہ جناب ممدوح اس پانی کے نکاس کے سوال پر بھی غور فرماویں۔

ہوس ٹیکس کی سختی سے بھی لوگ نالاں ہیں۔ اور ہوس ٹیکس کی زیادتی ضروریات کمیٹی کے لئے لازمی سمجھی جاتی ہے۔ خصوصاً جبکہ کوئی کام بھی آنریری طور پر نہ ہوتا ہو ہر کام کا نفع و نقصان تجربہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کمیٹی کی وجہ سے جو تکالیف پیش آتی ہیں۔ یہ موقع نہیں کہ ان پر تفصیلی بحث کی جاوے۔ لیکن اگر حضور پسند فرمائیں گے تو وہ تمام امور تفصیلاً بھی عرض کئے جا سکتے ہیں۔ بہرحال اس میں کوئی کلام نہیں کہ باشندگان کمیٹی سے نالاں ہیں۔ اور وہ اس بوجھ کو کسی طرح برداشت کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ اور اسی بنا پر حضور کی خدمت میں ایک درخواست بھیجی جا چکی ہے۔ اس کے لئے ہماری امیدیں قابل اطمینان جواب کی طرف ہیں یہ وہ امور ہیں۔ جو حضور کی توجہ کے لئے ایڈیٹر الحکم پیش کرنے کی عزت حاصل کرتا ہے۔ اور امید کرتا ہے۔ کہ جناب ممدوح اس پر توجہ فرمائیں گے۔

آنریری مجسٹریٹ اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور

صاحب جنرل انسپکٹر پولیس پنجاب نے اپنی سالانہ رپورٹ بابت ۱۹۱۰ء پر ریویو کرتے ہوئے جو ریمارک آنریری مجسٹریٹوں سے متعلق کیا ہے۔ اس میں ہمارے ضلع گورداسپور کے قابل اور معاملہ فہم ڈپٹی کمشنر بہادر نے جو رپورٹ کی ہے اور اس کے ساتھ ہمارے ضلع کے صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس نے جو ریمارک اپنے ضلع کے آنریری مجسٹریٹوں سے متعلق کیا ہے۔ وہ دلچسپی سے پڑھے جانے کے قابل ہے

میں اپنے ذاتی علم اور واقفیت کی بنا پر یہ کہنے میں مضائقہ نہیں پاتا کہ میجر ایلیٹ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر کی رائے اس معاملہ میں بہت صائب اور قابل قدر ہے۔ اور گورنمنٹ پنجاب کو زیادہ دیر تک اس نقصان کو برداشت کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ جو اس ضلع میں قریباً دس ہزار سالانہ کا ہو رہا ہے۔ اگر یہ روپیہ کسی اور نیک کام پر خرچ ہو تو زیادہ مفید ہو۔ میجر ایلیٹ صاحب کی معاملہ فہم طبیعت نے خوب سمجھ لیا ہے۔ کہ پبلک آنریری مجسٹریٹوں کے اس قسم کے تقرر کو پسند نہیں کرتی۔ اس میں کچھ بھی شبہ نہیں۔ کہ یہ لوگ بہ حیثیت ذیلدار اپنی پوزیشن سمجھ کر کام میں مدد دیتے تھے۔ اب وہ آنریری مجسٹریٹ ہو کر اپنے ذاتی کاموں میں اس پوزیشن سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ اگر اس طریق کو موقوف کر دیا جاوے۔ تو زیادہ فائدہ پہنچنے کی توقع ہے۔ اور پبلک بہت سی دشواریوں سے بچ جائے گی۔ اس میں شک نہیں کہ آنریری مجسٹریٹوں کا تقرر مفید ہے۔ لیکن ان عہدوں پر وہ لوگ مقرر ہونے چاہئیں۔ جو پبلک خدمات میں دلچسپی رکھتے ہوں۔ اور بدوں کسی معاوضہ کے گورنمنٹ کی خدمات کرنے کا جوش ان میں ہو۔ بہرحال صاحب موصوف کی رائے اس قابل ضرور ہے۔ کہ گورنمنٹ پنجاب اس سے فائدہ اُٹھائے۔

اشتہار قابل توجہ مبایعین مخلصین

حضرت اقدس مغفور مرحوم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیت صفحہ ۲۵ و ۲۶ میں بیعت کنندوں کو وصیت کے لئے بڑا تاکیدی حکم ارقام فرماتے ہیں۔ ہر بیعت کرنے والا جو کچھ نہ کچھ جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ رکھتا ہے۔ کم سے کم اس کے دسویں حصہ کی تعیلاً وصیت ضرور ہی کر دے لہٰذا ذیل میں اصل حکم بغرض یاددہانی درج کیا جاتا ہے بغور پڑھ لیں۔ اور تعمیل کریں۔ (الٓمٓ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون)۔

"یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں۔ وہ جو چاہتا ہے۔ کرتا ہے۔ بلاشبہ اس نے ارادہ کیا ہے۔ کہ اس انتظام سے منافق اور مومن میں تمیز کرے۔ اور ہم خود محسوس کرتے ہیں۔ کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پا کر بلا توقف اس فکر میں پڑتے ہیں۔ کہ دسواں حصہ کل جائیداد کا خدا کی راہ میں دیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں۔ وہ اپنی ایمانداری پر مہر لگا دیتے ہیں۔ اور یہ امتحان تو کچھ بھی چیز نہیں صحابہؓ کا امتحان جانوں کے مطالبہ پر کیا گیا۔ اور انہوں نے اپنے سر خدا کی راہ میں دیئے۔ خدائے تعالیٰ نے ہر ایک زمانہ میں امتحان کی بنا ڈالی ہے۔ تا کہ خبیث اور طیب میں فرق کر کے دکھلا وے۔ اس لئے اس نے اب بھی ایسا ہی کیا۔ اس وقت کے امتحان سے بھی اعلیٰ درجہ کے مخلص جنہوں نے درحقیقت دین کو دُنیا پر مقدم کیا ہے۔ دوسرے لوگوں سے ممتاز ہو جائیں گے۔ اور ثابت ہو جائے گا۔ کہ بیعت کا اقرار انہوں نے سچا کر کے دکھلا دیا ہے۔ اور صدق ظاہر کر دیا ہے۔ بیشک یہ انتظام منافقوں پر بہت گراں گذرے گا۔ اور اس سے اُن کی پردہ دری ہوگی۔ اور بعد موت وہ مرد ہوں یا عورت اس قبرستان میں ہرگز دفن نہیں ہو سکیں گے۔ فی قلوبھم مرض فزادھم اللّٰہ مرضاً۔ لیکن اس کام میں سبقت دکھلانے والے راستبازوں میں شمار کئے جائیں گے۔ اور ابد تک خدائے تعالیٰ کی ان پر رحمتیں ہوں گی۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ جنہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی۔ خدا کے نزدیک حقیقی مومن وہی ہیں۔ اور اس کے دفتر میں سابقین اولین لکھے جائیں گے۔ وہ زمانہ قریب ہے۔ کہ ایک منافق جس نے دُنیا سے محبت کر کے اس حکم کو ٹال دیا۔ وہ آہ مار کر کہیگا کہ کاش میں تمام جائیداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دیدیتا۔ اور عذاب سے بچ جاتا۔ میں بہت قریب عذاب کی تمہیں اطلاع دیتا ہوں۔ اپنے لئے وہ زاد جلد تر جمع کرو۔ کہ کام آوے۔ میں یہ نہیں چاہتا۔ کہ تم سے کوئی مال لوں۔ اور اپنے قبضہ میں کر لوں۔ بلکہ تم اشاعت دین کے لئے ایک انجمن کے حوالہ اپنا مال کرو گے۔ اور بہشتی زندگی پاؤ گے بہتیرے ایسے ہیں۔ کہ وہ دُنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے۔ مگر بہت جلد دُنیا سے جدا کئے جائیں گے۔ تب آخری وقت میں یہ کہیں گے۔ ھٰذا ما وعد الرحمٰن وصدق المرسلون۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

چوں کار حیات است کار نہاں
نہاں بہ کہ دل بگسلی زیں مکاں

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ الحمد للّٰہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللّٰہ العزیز آپ کے اہل بیت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بعافیت ہیں۔

۲۔ ہفتہ زیر اشاعت میں بھی خدا کے فضل سے عمدہ بارش ہو گئی۔

جو کتب۔ اخبار اور رسالے ریویو کے لئے آئے ہیں۔ انشاء اللّٰہ اگلی اشاعت میں اُن پر ریویو کیا جائیگا۔

جو لوگ محض اس وجہ سے نواب صاحب کے استعفٰی کو منظور کرنے کے خلاف ہیں کہ ان کے وجود پر کالج کی بہتری کا انحصار ہے۔ میں کھلے الفاظ میں بلا خوف لومۃ لائم کہوں گا۔ کہ وہ شرک کی بنیاد رکھتے ہیں۔ اسلام مردم پرستی نہیں سکھاتا۔ بلکہ وہ مردم پرستی کا دشمن ہے۔ تم اپنے خیر خواہوں اور کام کرنے والوں کی قدر کرو۔ ان کی حوصلہ افزائی کو آمادہ رہو۔ مگر یاد رکھو۔ انہیں خدا نہ بناؤ۔ تمہارا بھلا اسی میں ہے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کے پُرانے طالب علم

مدرسہ تعلیم الاسلام کے پُرانے طالب علموں

کے ذمہ ان کے مدرسہ کا ایک خاص فرض ہے۔ جس کی طرف میں دیکھتا ہوں۔ انہیں کسی نے توجہ دلانے کی کوشش نہیں کی۔ یا باقاعدہ طور پر کوشش کی ہے کہ اس کا کوئی عملی حصّہ ہمارے سامنے نہیں ہے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کے فیض سے حصّہ لینے والوں میں بہت سے نوجوان ایسے ہیں۔ جو کالج کی ڈگریاں حاصل کر چکے ہیں۔ بعض کالجوں میں ہیں اور بعض برسرِ کار ہیں۔ اگر مدرسہ تعلیم الاسلام کو چھوڑنے کے بعد ان کے تعلقات بہت مضبوط اور زندہ تعلقات نہ ہوں۔ تو ایک افسوسناک امر ہو سکتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ احمدیت نے ان کے تعلقات کو اخوۃ کے رنگ میں رنگین کر کے انہیں مستحکم اور مستقل خدا کے فضل سے بنا دیا ہے۔ میری غرض یہاں تعلقات کی مضبوطی سے مدرسہ تعلیم الاسلام کے ساتھ تعلقات مراد ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہ مدرسہ کے لئے کیا کام کر رہے ہیں؟ اس مقصد کے لئے ضرورت ہے۔ کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے اولڈ بوائز کی ایک ایسوسی ایشن ہو۔ اور اس ایسوسی ایشن کا کم از کم ایک سالانہ اجلاس قادیان میں ہو۔ اس سے جہاں تعلیم الاسلام کے فرزندوں کو ایک بار جمع ہونے کا موقعہ ملیگا اس تقریب سے وہ حضرت امام کے حضور حاضر ہو سکیں گے۔ اور وہ اپنی مساعی اور خدمات سے مدرسہ تعلیم الاسلام کو مفید مشوروں اور روپیہ سے مدد دینے کے بھی قابل ہو سکیں گے۔ ایسوسی ایشن کی ضرورت پر بہت سے دلائل پیش کئے جا سکتے ہیں۔ مگر یہ ضرورت ایسی بدیہی ہے کہ میں خیال نہیں کرتا۔ کہ بجز شاذ کے کوئی اس سے انکار کرے۔ اس لئے اگر مدرسہ تعلیم الاسلام کے ہیڈ ماسٹر صاحب سکول کے پُرانے طلباء کو اس تحریک سے آگاہ کرنے کی کوشش کریں۔ تو کچھ تعجب نہیں کہ خدا کے فضل سے ایک ہی سال کے اندر ایسوسی ایشن قائم ہو جاوے۔ تعلیم الاسلام کے پُرانے طالب علموں میں سے بعض ایسے نوجوان بھی ہیں۔ جو اس وقت قادیان کے ہائی سکول میں کام کرتے ہیں۔ اگر وہ اس تحریک کو اپنے ہاتھ میں لیں تو یہ ان کا کام ہے۔ میں نے ایک مفید تحریک کو پیش کر دیا ہے۔ اس کے پہلوؤں پر غور کرنا ان نوجوانوں کا کام ہے۔ جو اس میں مخاطب ہیں۔

لالہ ہنسراج کا استعفا اور اخلاص و قربانی کی زندہ مثال

لالہ ہنسراج بی۔ اے پرنسپل دیانند اینگلو ویدک کالج لاہور کا نام اخلاص اور ایثار کے لئے ہمیشہ زندہ رہیگا۔ اس نوجوان نے کالج سے نکلتے ہی قومی خدمت کے لئے اپنی زندگی کو وقف کر دیا۔ اور ۲۵ سال کے عرصہ تک اپنی لگاتار محنت اور کوشش اور جفاکشی اور نفس کشی سے ثابت کر دیا کہ یہ نوجوان اپنے عقیدہ اور مذہب کے لحاظ سے قابلِ عزت وجود ہے۔ ۲۵ سال تک بغیر کسی قسم کے ذرا بھی معاوضہ کے اپنی قوم کی خدمت کرتا اور پھر ایسے وقت میں جبکہ گریجویٹوں کی خاص قدر ہوتی تھی۔ اور ان کے دوسرے ہم عصر کامیابی کے بعد اعلیٰ عہدوں کو حاصل کر کے دُنیا میں عزت و شہرت کے ساتھ دراندوزی میں مصروف تھے۔ لالہ ہنسراج صاحب نے تمام دُنیوی عزتوں اور روپیہ کے خیال کو ترک کر کے اپنی قوم کی تعلیمی باگ اپنے ہاتھ میں لی۔ اور اس میں کچھ بھی کلام نہیں۔ کہ گذشتہ ۲۵ سال کی قومی اور علمی خدمت سے جو عزت و شہرت لالہ ہنسراج نے حاصل کی ہے۔ وہ روپیہ سرکاری عہدہ اور خطاب سے حاصل کردہ عزت کے مقابلہ میں لاکھوں درجہ بڑھ کر ہے۔ لالہ ہنسراج نے ۲۵ سال تک کام کرنے کا عہد کیا تھا خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ اپنے اس پاک عہد میں پورے اُترے اب وہ کالج سے مستعفی ہوتے ہیں۔ یہ استعفا انہوں نے لالہ لالچند صاحب پریسیڈنٹ کی خدمت میں بھیج دیا تھا۔ اس سے پہلے کہ لالہ لالچند صاحب کی موجودگی میں ان کے استعفا پر غور ہوتا۔ لالہ لال چند صاحب کا انتقال ہو گیا۔ گویا لالہ لال چند صاحب اس صدمہ کو برداشت نہ کر سکے یا اُنھوں نے کالج کونسل کے پریسیڈنٹ کی جگہ کو اس کے جائز حقدار کے لئے خالی کر دیا۔ اس میں کچھ کلام نہیں کہ میں لالہ ہنسراج صاحب سے مذہبی رنگ میں سخت اختلاف رکھتا ہوں۔ مگر میں حق کہنے سے نہیں رُک سکتا۔ کہ جو شاندار خدمت اس نوجوان نے اپنی تمام خواہشوں اور آئندہ کی کامیابیوں کو کچل کر اپنی قوم کی کی ہے۔ وہ اس قابل ضرور ہے۔ کہ وہ ہر طبقہ کے لوگوں میں اپنے اخلاص اور ایثار کے لئے ہمیشہ عزت سے دیکھی جاوے۔ اور دوسری قوموں کے لئے سبق آموز ہو۔ خدا کرے کہ ایسے مخلص اور ایثار کرنے والے ہم میں بھی ہوں اور بہت ہوں۔ اور خود ہمیں بھی یہ توفیق ملے۔ آمین! بہرحال لالہ ہنسراج صاحب کو خدمت قوم میں شاندار کامیابی کے لئے مبارکباد دیتا ہوں اور بلا تأمل یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں۔ کہ ان کا استعفا بھی تیاگ کی ایک عمدہ مثال ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ اس قومی منہج پر کسی اور نوجوان کو آگے آنے کا حوصلہ دلائیں۔

مسلمانانِ ہند اپنی آیندہ پولیسی کی تلاش میں

قرآن مجید جو نوع انسان کے لئے رحمت شفا اور ہدایت ہے۔ قوموں کے عروج و اقبال اور ان کے ادبار و زوال کے متعلق ایک کلیہ بیان کرتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

یعنی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا۔ جب تک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے۔ یہ تبدیلی جس قسم کی ہو۔ اسی قسم کے اثر و نتائج قومی حالت میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ مسلمانوں نے جب تک اس اصل کو اپنا دستور العمل رکھا۔ دنیا کے ہر حصہ میں انھوں نے کامیابی حاصل کی۔ لیکن جب سے ان کی زندگی کا ضابطہ اور قانون یورپ سے آنے لگا اور وہ مغربی تمدن و طریقِ سیاست کو دیکھ کر اسے ہی اپنا رہنما اور ہادی یقین کرنے لگے وہ اس راستہ سے بھٹک گئے۔ جو انہیں کامیابی کے شاندار منار کی طرف لئے جا رہا تھا۔

آج دُنیا بھر میں مسلمانوں کی جو کچھ حالت ہو رہی ہے۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔ مسلمانانِ ہند امن و آرام کی سلطنت کے نیچے زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور یہ کہنا مبالغہ میں داخل نہیں کہ اس لحاظ سے وہ روئے زمین کے مسلمانوں سے بہتر حالت میں ہیں۔ مگر کچھ دنوں سے ان میں ایسی بے چینی اور گھبراہٹ پائی جاتی ہے۔

گویا کوئی چیز ان کے ہاتھ سے جاتی رہی ہے

اس میں تو کوئی کلام نہیں۔ کہ مسلمان کوئی چیز کھو تو بیٹھے ہیں۔ مگر افسوس یہ ہے کہ انہیں اتنا بھی پتہ نہیں۔ کہ انھوں نے کیا کھو دیا ہے اس لئے ان کی تلاش گمشدہ بھی غلط طریق اور بے معنی اصل پر ہو رہی ہے اور اس پر ماتم کرنے کا یہ مقام ہے۔ کہ وہ لوگ جو انہیں اس نقصان عظیم کے وقت تسلی دے سکتے تھے یا کم از کم مفید مشورہ دے سکتے تھے۔ وہ انہیں ایسی راہوں پر ڈال رہے ہیں جن پر چل کر بجز بھٹکنے اور ٹھوکریں کھانے اور منزل مقصود سے دور جا پڑنے کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

مسلمانانِ ہند آجکل جس مشکل میں پھنسے ہوئے ہیں وہ

آیندہ پولیسی ہے

تقسیم بنگال کی ترمیم یا تنسیخ (جو کچھ بھی اسے کہا جاوے) کے ساتھ اسلامی ہند میں یہ سوال پیدا ہوا ہے اور مدبران قوم اس پر رائے زنی کر رہے ہیں کہ اب انہیں کیا کرنا چاہئیے؟ جو جس کی سمجھ میں آتا ہے کہ گزرتا ہے اور پھر حیران ہو جاتا ہے۔ کیونکہ

نشانِ منزل نہیں ملتا

میں اس مضمون میں ان راؤں پر تنقید کرنے کے لئے تیار نہیں جو اب تک اس مسئلہ میں شائع ہو چکی ہیں۔ بلکہ میں ایک اصل مسلمانوں کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جس کو چھوڑ کر وہ حیران ہو رہے ہیں۔ تقسیم بنگال یا اس کی ترمیم کوئی ایسا سوال نہیں کہ مسلمان اس سے خوش ہوں یا گھبرا جاویں۔ اس لئے کہ جب تک بنگال کی تقسیم نہ ہوئی تھی۔ اس وقت مسلمانوں نے اس سوال کی ضرورت نہ سمجھی تھی۔ اگر تقسیم بنگال کے مسترد ہونے سے ان کے ملکی حقوق میں کوئی نقصان پیدا ہو سکتا ہے۔ تو جب تک تقسیم نہیں ہوئی تھی وہ نقصان اس وقت بھی موجود تھا۔ پھر ان کی اس وقت کی پولیسی

نے انہیں کسی غلط راستہ پر نہیں ڈال دیا تھا۔ جو انہیں کسی جدید پولیسی کی حاجت ہو۔ بہرحال میں اس پولیسی پر پھر بحث کرنے کا خدا کے فضل سے ارادہ رکھتا ہوں۔ سردست میں مسلمانوں کو اس امر سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ

انہوں نے کھویا کیا ہے اور تلاش کیا کر رہے ہیں؟

جہاں تک میں سمجھتا ہوں اور حالات اس کی تائید کرتے ہیں۔ وہ چیز جو مسلمانوں نے کھوئی ہے۔ وہ

قرآن مجید کی اتباع ہے

قرآن مجید کو ہاتھ سے دیکر مسلمانوں نے بہت نقصان اُٹھایا ہے اور اُٹھا رہے ہیں۔ اگر وہ اس پاک رسی کو ہاتھ سے نہ دیتے تو ان میں تفرقہ نہ ہوتا اور اس پر شیرازہ قوم کو مضبوط اور قائم رکھنے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اصل ان کو تعلیم کیا تھا۔ وہ

ایک امیر کے ماتحت ہونا ہے

امیر قوم کا مسئلہ ایسا عجیب ہے۔ اور اسلام میں اس کی تعلیم یہاں تک وسیع کی گئی ہے کہ سفر میں بھی جب دو سے زیادہ رفیق ہوں۔ اور تین سے کم کی تو اجازت ہی نہ ہوتی تھی۔ تو اس میں بھی ایک امیر کا تقرر ضروری تھا۔ اور ہر گھر اور کنبہ میں امیر قوم ہوتا تھا۔ اور اس کا زندہ نمونہ نماز کے امام کی صورت میں رکھ دیا۔ تاکہ مسلمانوں کو پانچ مرتبہ دن میں اس اسلامی اصل پر غور کرنے کا موقعہ ملے اور اس کو وہ مضبوط پکڑے رہیں۔ مگر جب بدقسمتی سے مسلمانوں نے اپنی زندگی کے لئے یورپ کا اسوہ تجویز کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو چھوڑ دیا تو

انہوں نے یہ یوم بد دیکھا

کہ آج انہیں اتنا پتہ نہیں لگتا کہ وہ دنیا میں کس طرح پر زندگی بسر کریں؟ مسلمانوں کو اس اسوہ حسنہ کی تعلیم اور تلقین علماء کر سکتے تھے۔ مگر انہوں نے جو راہ اختیار کی وہ اور بھی خطرناک ثابت ہوئی۔ انہوں نے بجائے اسلام میں یکجہتی اور اتحادی روح کو پیدا کرنے کے ان میں تفرقہ اندازی اور دھڑہ بندی کے اصولوں کو جاری کیا۔ اور یہ مرض ان میں محض اس وجہ سے آیا کہ انہوں نے

خود غرضی اختیار کی

حالانکہ اسلام خود غرضی کی تعلیم نہیں دیتا۔ ان جتھوں اور جرگوں سے مسلمانوں سے وہ اصل گم ہو گیا۔ جو نیشنلٹی اور یونٹی کے تفرقہ کو ظاہر کرتا ہے۔ اسلام نے نیشنلٹی کی تعلیم نہیں دی تھی بلکہ ہومنٹی کی تعلیم دی تھی۔ کیونکہ نیشنلٹی کے مفہوم میں خود غرضی کے جراثیم ضرور پائے جاتے ہیں۔ یورپ اور دوسری مغربی اقوام نے نیشنلٹی کو سیکھا اور اسی کو رواج دینا چاہا تھا۔ اس لئے مسلمانوں نے اپنے دستور العمل کو چھوڑ کر اس ملمع شدہ مغربی اصول کو لے لیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو پتہ ہی نہ رہا کہ کدھر جانا تھا اور کہاں جا پہنچے۔ وہ مسلمان جو دنیا میں حقیقی اخوت اور محبت پھیلانے کے مدعی تھے۔ آج

ہندو مسلمانوں کا سوال لئے بیٹھے ہیں

اور اس سوال کی بھول بھلیوں میں پھنس کر نکلنے کی راہ نہیں پاتے۔ پس میں تو بلا خوف لومۃ لائم یہی کہوں گا۔ کہ مسلمانوں نے اسلام کو چھوڑ دیا اور قرآن مجید کو پس پشت ڈال دیا۔ ان میں کوئی دینی امام اور خلیفہ نہ رہا۔ یا انہوں نے اپنی بدقسمتی سے نہ رہنے دیا۔ وہ ایک خود رائے جماعت کی طرح جدھر جس کا منہ اٹھا چلے گئے اور منزل مقصود سے دور ہوتے گئے۔ اور اب وہ اتنے دور چلے گئے ہیں کہ

خطرناک لیڈروں اور حقیقی رہبروں میں تمیز نہیں کر سکتے

اس بے کسی اور بے بسی کے عالم میں جو کچھ بھی تکلیف وہ اٹھائیں۔ اس کے مستحق ہیں۔ مسلمانوں کی آئندہ طرز زندگی کے متعلق کسی خاص دستور العمل کی ترتیب یا تجویز کی قرآن مجید کے ہوتے ضرورت نہیں۔ کیونکہ اگر وہ قرآن مجید پر تدبر کریں۔ تو انہیں حاکم اور محکوم۔ تاجر اور ملازم غرض زندگی کی ہر حالت اور طبقے کے لحاظ سے بسر اوقات کے طریقے تعلیم کئے گئے ہیں۔ تاہم کسی صحیح اور ناقابل خطا اصل کی تجویز اس وقت تک ناممکن ہے۔ کہ وہ اپنے ہزاروں لیڈروں کو چھوڑ کر

ایک امام اور خلیفہ کے ماتحت نہیں ہوتے

یہی ایک وجود ہو سکتا ہے جو ان کی باہمی نزاعوں میں قول فیصل صادر کرے اور اس کی رائے اگر خدانخواستہ غلط بھی ہو۔ تو موجب ثواب اور بھلائی ہو سکتی ہے۔ اسی میں خیر و برکت ہوگی۔ اس لئے جو لوگ مسلمانوں کی آئندہ پولیسی اور ان کی آنے والی حالت پر رائے زنی کر رہے ہیں۔ انہیں سب سے پہلے اس سوال کو سوچنا چاہئے۔ مسلمان اپنی آئندہ بھلائی اور بہتری کے لئے ہندوؤں سے مصافحہ اور معانقہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس مبارک اصلاح پر ہم سب سے پہلے خوش ہو سکتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ یہ اتفاق و اتحاد کیا انہیں فائدہ پہنچا سکیگا۔ بحالیکہ

گھر میں نفاق اور جدال ہو

اور ان کی حالت بالکل اس شعر کی مصداق ہو۔

ترا کے میسر شود ایں مقام
کہ با دوستانت خلاف است و جنگ

دوسری قوموں کے ساتھ ہمارے تعلقات کس قسم کے ہونے چاہئیں۔ یہ ایک جداگانہ بحث ہے۔ سب سے اول تو یہ امر قابل غور ہے۔ کہ ہماری اپنی حالت کیا ہے؟ اگر مسلمان اس پر غور کریں تو میں سمجھتا ہوں۔ ان کی مشکل کا حل انہیں مل جاوے گا۔ خیال تو کرو۔ اگر مسلمانوں میں باہم اتفاق ہو۔ ان کی جمعیت خود منتشر نہ ہو۔ اور وہ ایک دوسرے کے لئے ایثار اور اخلاص کی صفات اپنے اندر رکھتے ہوں۔ تو ان کی مجموعی حالت بجائے خود ایک مستحکم قومیت کا نمونہ ہو سکتی ہے۔ وہ کیا بات تھی کہ ایک مٹھی بھر مسلمان دنیا میں پھیل گئے اور غیر قوموں کے ساتھ ان کے تعلقات بھی عمدہ رہے اور وہ ایک گوشہ نشینی اور گمنامی کی حالت سے نکل کر سلاطین وقت ہو گئے۔ ان کے سامنے نہ غیر زبان کا سوال آیا نہ غیر قوم کا۔ آج یہ حالت ہے کہ کہیں ہندی اور اردو کا جھگڑا ہے۔ کہیں مسلمان اور ہندو کا۔ ان تمام مصیبتوں کی جڑھ وہی ہے کہ

مسلمان ایک امام کے ماتحت نہیں

اور قرآن کریم کو انہوں نے چھوڑ دیا ہے۔ اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ ان کی حالت کی اصلاح ہو۔ اور دنیا میں لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ کے نیچے وہ زندگی بسر کریں۔ تو اس کی ایک ہی راہ ہے۔ کہ اپنی گم گشتہ متاع کو پھر پا لیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک سلسلہ اسی منہاج نبوت پر قائم کیا ہے۔ ایک امام دنیا میں آیا اور اب اس کا جانشین اپنے اسلاف کے نمونہ پر مسلمانوں میں وحدت قائم کرنا چاہتا ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ صراط مستقیم سے نہ ہٹو۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری کھوئی ہوئی عزت تمہیں ملے۔ تو تمہاری پالیسی وہی ہونی چاہئے جو قرآن کریم نے تمہیں تعلیم کی ہے۔ جب تک تم اس کو دستور العمل نہیں بنا لیتے۔ تمہارا ایجی ٹیشن تمہاری جدوجہد محض فضول اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہے۔ تم جب خدا کے ہو جاؤ گے۔ تو خدا تمہارا ہوگا۔ تمہیں کسی ایجی ٹیشن کی قطعاً حاجت نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک محسن گورنمنٹ کے زیر سایہ رکھا ہے۔ وہ تمہاری ضروریات اور حقوق کو شناخت کرتی ہے اور تم سے بہتر سمجھتی ہے۔ پس تم خدا کو راضی کر لو۔ کہ وہ تمہاری بہتری کی راہیں کھول دیگا۔ اس سلسلہ میں انشاء اللہ العزیز اور مضامین بھی لکھنے کا ارادہ ہے۔ مگر یہ موقوف ہے توفیق ایزدی کے ملنے پر۔ مختصر الفاظ میں مسلمان اپنی آئندہ پولیسی کے لئے حیران و پریشان نہ ہوں۔ اور نہ اپنی گھبراہٹ اور بے چینی سے اپنے وقار اور صبر کو دھبہ لگائیں۔ ان کی پولیسی ہمیشہ لاتبدیل الفاظ میں یہی ہے کہ قرآن کو ہاتھ سے نہ دو۔ کیونکہ

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

اس کتاب میں کوئی بھی ہلاکت کی بات ہی نہیں ہے۔ اگر یہ تمہارا دستور العمل ہوگا تو یاد رکھو۔ یہ تمہاری مستقل اور لاتبدیل پولیسی اسی کی ہدایت ہوگی۔ اور وہ تمہارے لئے بابرکت ہوگی۔ خدا کرے کہ تم اسے سمجھو۔ اور عمل کرو۔

صبح عید

حضرت عمر بن عبد العزیز کے عہد کا ایک واقعہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ جس سے معلوم ہو گا کہ وہ بیت المال کے متعلق کسقدر احتیاط کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے توفیق دی۔ تو کسی اگلی اشاعت میں ہم اپنے خلیفۃ المسیح کے بعض لطیف واقعات بھی ناظرین کو سنائیں گے۔ وباللہ التوفیق۔ ایڈیٹر

عمر بن عبد العزیز اسلامی بادشاہوں کے خاندان بنی امیہ کے خاص خلیفہ گزرے ہیں۔ اُن کی نسبت تمام مورخین بالاتفاق کہتے ہیں کہ خلفائے راشدین کے بعد ایسا خلیفہ پھر کوئی نہیں ہوا۔ ان کے عدل و انصاف کے قصے ادب کی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ ایک دفعہ رمضان کے مہینے میں جبکہ روزے ختم ہو چکے تھے۔ اور دوسرا دن عید کا تھا۔ کہ اُن کی بیوی فاطمہ اُن کے خلوت خانہ میں داخل ہوئی۔ اور اثنائے گفتگو میں کہا۔ امیر المومنین! جسطرح خدا کے بندوں کا حق آپ کی گردن پر ہے۔ اسی طرح اپنے نفس کا خیال رکھنا بھی آپ کو واجب ہے۔

خلیفہ۔ اس سے تمہارا کیا مطلب ہے۔

شہنشاہ بیگم۔ میرا مطلب یہ ہے کہ آپ دن بھر تو مہمات خلافت میں مشغول رہتے ہیں۔ اور رات بھر عبادت الٰہی میں۔ پھر وہ کونسا وقت ہے جس میں آپ کو آرام کرنا چاہئے۔ شب بیداری کے سبب

مختصر نوٹ

خواجہ صاحب اور سنسکرت

جناب خواجہ صاحب قبلہ نے دسمبر کے آخری ایام میں نہائت قابلیت کے ساتھ پشاور میں چار متواتر لیکچر دیئے۔ جن میں صداقت اسلام کو خوب ظاہر کیا گیا۔ پشاور کے مشہور اخبار افغان نے ان لیکچروں کے متعلق قابل تعریف ریمارک کرتے ہوئے ایک **خوشخبری** ہمیں سنائی ہے۔ جو فی الواقعہ ایک عجیب اور خوش کن امر ہے اخبار مذکور راوی ہے کہ

"خواجہ صاحب اُن چند معدودے مسلمانوں میں سے ہیں جنہوں نے زبان سنسکرت کی تحصیل میں شاق محنت اُٹھائی۔ چنانچہ آپ کی اپنی زبانی معلوم ہوا۔ کہ آپ نے رگ وید۔ شام وید اور اتھروَن وید کو ختم کر ڈالا۔ اور یجر وید کا خاتمہ بھی کوئی دن کی بات رہ گئی خدا آپ کی ہمت میں برکت ڈالے۔ اور خدمت اسلام کی توفیق بخشے"

اخبار افغان کے اس اقتباس سے جو اس نے خواجہ صاحب کے اپنے بیان پر شائع کیا ہے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے سنسکرت زبان کو محنت شاقہ سے پڑھ کر ویدوں کو پڑھ لیا ہے۔ خواجہ صاحب کی یہ محنت فی الواقعہ قابل قدر ہے۔ اور امید کی جاتی ہے۔ کہ آریہ سماج کے مناظرہ میں اب سنسکرت دان ہی نہیں بلکہ ویدخوان خواجہ صاحب نئی روح پیدا کر سکیں گے بہتر ہو خواجہ صاحب ویدوں کا اردو ترجمہ شائع کر دیں۔ خدا ان کی ہمت میں برکت دے۔ آمین!

لاہور کے مسلمان اخبار نویسوں میں مناقشت

نہائت افسوس سے معلوم ہوا کہ لاہور کے بعض مسلمان اخبار نویسوں میں خطرناک دشمنی پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ ایڈیٹر ملت۔ وطن اور پیسہ اخبار ایک طرف اور مسٹر ظفر علی خان صاحب ایڈیٹر زمیندار دوسری طرف ہے۔ اول الذکر گروہ کہتا ہے۔ کہ زمیندار کے مضامین میں قانونی حدود سے تجاوز پایا جاتا ہے اور اندیشہ ہے کہ اس کے مضامین بے سمجھ مسلمانوں میں گورنمنٹ کے خلاف جذبہ پیدا کریں۔ ایڈیٹر زمیندار اپنے اخبار کی کامیابی کی وجہ سے فریق مذکور کا حاسدانہ پہلو اختیار کرنے کا شاکی ہے۔ اس وقت ضرورت نہیں کہ فریقین کے بیانات پر تنقید کر کے کسی ایک یا دوسرے کے حق میں فیصلہ دیا جاوے۔ بلکہ ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ وجوہات شکائت کو بالائے طاق رکھ کر فریقین میں مصالحت کرا دی جاوے۔ مسلمان اخبار نویس اگر کوئی برادری کی قوت رکھتے ہیں۔ اور یا اخبارات اگر اپنی قوت اور اشاعت کے باوجود اپنے بھائیوں کی بات سننے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ تو وہ خدا کے لئے مناقشت کو طول دے کر شماتت اعدا کا موقعہ نہ دیں۔ اور ایک دوسرے کو وسعت حوصلہ سے گلے لگانے کی کوشش کریں۔ نہ یہ کہ الگ کرنے کی پولیسی اختیار کریں۔

دھرم پال اور گوروکل

دھرم پال کو جب آریہ سماج میں لیا گیا تو اس کی شدھی پر بڑی دھوم دھام کی گئی۔ آریہ سماج نے اس کو دیو سماج اور مسلمانوں کے خلاف لکھنے پر آمادہ کیا اور جہاں تک ممکن تھا دھرم پال نے اپنے ہر دو محسنوں کے خلاف آریہ سماج کے لیڈروں کی تحریک یا کم از کم حوصلہ افزائی پر دل کھول کر حملے کئے۔ لیکن جب اس نے خود آریہ سماج کی اندرونی حالت پر روشنی ڈالی۔ تو آریہ سماج میں کھلبلی مچ گئی۔ اور دھرم پال کو ہر طرح گرانے کی کوشش کی گئی۔ دھرم پال نے اپنی اس روش کی غلطی کو اخلاقی جرائت سے قبول کیا۔ اور عملی طور پر ان تمام کتابوں کو جلا دیا۔ اب دھرم پال نے گوروکل کی حالت پر اپنے ماہواری رسالہ اندر کو ہفتہ وار اخبار کی شکل میں تبدیل کر کے روشنی ڈالنی چاہی ہے۔ جس سے آریہ سماج کا ایک گروہ جو پہلے سے اس سے بیزار ہے۔ سخت پیچ و تاب کھا رہا ہے۔ گوروکل کی انتظامی یا اخلاقی نگہداشت میں غلطیوں کا ہونا ممکن ہے۔ اگر گوروکل کے حامی اسے ایسی تعلیمگاہ قرار دیتے ہیں۔ جہاں فروگذاشت ناممکن ہے۔ تو ان کا یہ دعوٰی سراسر بیہودہ ہے۔ دوسری طرف اس میں بعض کمزوریوں کا ہونا گوروکل کی خوبی کو ملیا میٹ نہیں کر سکتا۔ اور اسقدر گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ سچائی میں بڑی قوت ہوتی ہے اگر گوروکل کے ناظم صفائی اور دیانت سے گوروکل کی ان کمزوریوں کو جو ظاہر کی گئی ہیں۔ تسلیم کر لیں اور ان کی اصلاح کی کوشش کریں۔ تو یہ زیادہ مفید اور موثر ہوگا بمقابلہ اس پولیسی کے کہ سرے سے غلطیوں سے انکار کیا جاوے اور محض پردہ پوشی کو اپنے بچاؤ کی آڑ بنایا جاوے۔

جو شخص کسی تعلیمی انسٹیٹیوشن کے نقائص کو سن کر خوش ہوتا ہے محض اس وجہ سے کہ اس تعلیم گاہ کے مذہب سے اس کو اختلاف ہے۔ میں اسے نہائت پست حوصلہ اور دون ہمت سمجھتا ہوں۔ گوروکل کا طریقہ تعلیم بہرحال مفید اور کارآمد چیز ہے۔ اور اس کی ابتدائی حالت میں انتظامی یا اخلاقی فروگذاشتوں کا ہونا لازمی امر ہے۔ گوروکل کی خوبی یا بُرائی کا امتحان صرف مقابلہ سے ہو سکتا ہے۔ پس اندر کے اعتراضات سے فائدہ اُٹھاؤ اور اصلاح کرو نہ یہ کہ بُرا مناؤ۔ اور پردہ پوشی کرو۔

باپ بیٹے میں تنازعہ

فرقہ اہلحدیث کے ایڈوکیٹ مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی مولوی ثناء اللہ امرتسری کو اپنا روحانی بیٹا کہا کرتے ہیں۔ اور بدقسمتی سے مولوی ابو سعید صاحب کی جس طرح پر اپنی صلبی اولاد سے کسی نہ کسی رنگ میں جنگ چھڑی رہتی ہے۔ اور نوبت بہ عقوق پہنچ جاتی ہے انہیں اپنے روحانی فرزندوں سے بھی وجہ شکائت پیدا ہو ہی جاتی ہے۔ اسی بدقسمتی کا شکار ہو کر وہ ایڈیٹر اہلحدیث سے ناراض اور برسر پرخاش ہیں۔ کئی مرتبہ ان میں صلح ہوئی۔ اور پھر وہ صلح کسی دوسرے جنگ کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ اب پھر اہلحدیث میں یہ بحث چھڑی ہے۔ ایڈیٹر اہل حدیث کا پہلو اس معاملہ میں وزندار معلوم ہوتا ہے۔ اور ایڈیٹر اشاعت السنہ کی صرف ضد پائی جاتی ہے۔ بہرحال کیا اچھا ہو۔ اگر باپ بیٹا دونوں ایک عام مجمع میں امور متنازعہ کے متعلق فیصلہ کر لیں۔ اور ہمیشہ کے لئے اس بحث کا خاتمہ کر دیا۔ یہ علمی مذاکرہ امید ہے دلچسپی سے دیکھا جائیگا۔ مگر مجھے یقین نہیں آسکتا۔ کہ مولوی ابو سعید صاحب اس میدان میں آ کریں۔ وہ عموماً حجت بازی سے پہلو بچانا جانتے ہیں۔ اور بس۔

ایک بابرکت تحریک

کسی شخص کریم بخش حنفی نام نے اخبار افغان میں ایک مفید اور بابرکت تحریک کی ہے۔ کہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنی مساجد میں قرآن مجید کے باقاعدہ ترجمہ سنانے اور سننے کا مستقل انتظام کریں۔ اس سے ان کو بہت بڑے مفاد ہوں گے۔ یہ تحریک جتنی ضروری اور جیسی قابل قدر ہے۔ اس پر کچھ لکھنے کی حاجت نہیں۔ مسلمانوں نے قرآن مجید ہی کو چھوڑ کر یہ روز بد دیکھا ہے۔ اور محض قرآن کریم کے باعث وہ رسوا ہو رہے ہیں۔ پس اگر مسلمانوں کو ہوش آجاوے۔ اور مساجد میں قرآن مجید کے ترجمہ کا باقاعدہ درس شروع ہو جاوے تو انشاء اللہ نہائت مفید اور بابرکت ہوگا۔ اس تحریک کو عام اور عمل درآمد کے قابل بنانے کے لئے ضرورت ہے کہ وہ لوگ جو اہل اثر اور بارسوخ ہیں۔ کوشش کریں۔ اور اخبارات متواتر اس تحریک پر لکھیں۔

علیگڈھ کالج خطرہ میں

اس عنوان سے بعض اخبارات میں ایک مراسلہ گشت کر رہا ہے جس کا مطلب فقط اتنا ہے۔ کہ چونکہ ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء کو ٹرسٹیان علیگڈھ کالج کا اجلاس ہوگا اور اس میں نواب وقار الملک صاحب کا استعفا پیش ہوگا کوشش ہونی چاہیئے کہ وہ الگ نہ ہوں۔ ورنہ کالج سخت خطرہ کی حالت میں ہے۔ جن لوگوں کی اعتقادی حالت اس درجہ پر گر گئی ہو کہ وہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کے بجائے **ایک فانی انسان پر** اس درجہ بھروسہ کرتے ہوں کہ اس کے الگ ہو جانے سے کالج کو نقصان پہنچیگا۔ وہ اگر آج ناکام نہ ہوں۔ تو کل ضرور ہوں گے۔ نواب صاحب کی خدمات کی قدر نہ کرنا احسان فراموشی اور ناسپاسی ہے۔ مگر ان کو بُت بنانا اور ان کی صحت کا فکر نہ کرنا ان کی ناقدرشناسی اور خود غرضی میں داخل ہے۔ نواب صاحب اپنی ضعیفی اور علالت کی وجہ سے کالج سے الگ ہوتے ہیں۔ وہ نمائش کے بھوکے نہیں کہ لوگ انہیں مجبور کریں اور استعفٰی واپس لینے کے لئے زور دیں۔ تاکہ ان کی عزت و شہرت ہو۔ ان کی نسبت ایسا خیال کرنا ان کی ہتک کرنا ہے۔ میں نواب صاحب کو مسلمانوں کا دلی خیر خواہ اور کالج کا سچا ہمدرد جانتا ہوں۔ مگر یہ نہائت بیہودگی ہے کہ انہیں اس ضعف اور علالت کی حالت میں بھی سکرٹریوں کے گورستان میں زندہ درگور ہونے کی صلاح دی جاوے۔ وہ ایک **مرنے والی ہستی** ہے۔ پھر اس پر اتنا اعتماد کیوں؟ خدا جو **حی قیوم** ہے۔ اس پر بھروسہ کرو۔ اس کے فضل کو ڈھونڈو گے۔ تو وقار الملک سے بہتر انسان تمہیں دیدیگا۔ کیا تمہارے اسلاف کی نظیریں تمہارے سامنے نہیں ہیں۔ **خالد بن ولید کو فاروق اعظم** جیسے جلیل الشان خلیفہ نے معزول کر دیا محض اس لئے کہ مسلمانوں میں خدا پرستی کی روح پیدا ہو۔ وہ مردم پرست نہ بن جاویں۔ مبارک ہو فاروق کو اور مبارک ہو خالد کو جس نے اطاعت امیر کا بہترین نمونہ دکھایا۔ اور ثابت کر دیا۔ کہ اس کا کام محض اخلاص فی الدین کے رنگ میں تھا

آپ کی آنکھیں آشوب کر آئی ہیں۔

خلیفہ۔ بیشک میرے نفس کا حق بھی میری گردن پر ہے۔ مگر خدا کے اور بندوں کے حق نے میرے تمام اوقات بھر دیئے ہیں۔ اب میں ڈرتا ہوں کہ اگر اُن اوقات میں سے کوئی وقت اپنے آرام کے لئے نکالوں۔ تو قیامت کے دن مجھ سے بازپُرس ہوگی۔

شہنشاہ بیگم۔ مگر امیرالمومنین! اپنے نفس کی نسبت بھی تو آپ سے بازپُرس ہوگی۔ کیا خدا آپ سے یہ سوال نہیں کرسکتا کہ ہم نے جو روح تمہارے قالب میں پھونکی تھی۔ اور جو جسم تم کو عنائت کیا تھا۔ اس کو آسائش دینا اور اُس کو تازہ رکھنا تمہارا فرض تھا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تم نے اپنے نفس کو ذرا بھی آسائش نہیں دی۔ اور تم اس آئت کے مضمون سے غافل ہوگئے۔ جو ہم نے قرآن میں نازل کی تھی۔ اور جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اے مسلمانو! تم اپنے نفس کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

خلیفہ۔ خیر میں آئندہ سے اس کا خیال بھی رکھوں گا۔ اور اپنے آرام کے لئے کوئی وقت نکال لوں گا۔ مگر سچ پوچھو۔ تو میرا دل ہرگز اس بات کو گوارا نہیں کرتا۔ کہ میں آرام سے سوؤں اور میری رعایا بے آرام ہو۔

شہنشاہ بیگم۔ میں صرف شب بیداری کے لئے ہی نہیں کہتی بلکہ یہ بات بھی یاد دلاتی ہوں۔ کہ امیرالمومنین نے خوراک میں بھی اس قدر کمی کردی ہے۔ کہ جس سے جسمانی طاقت میں دن بدن کمی ہونے کا اندیشہ ہے۔

خلیفہ۔ تمہاری یہ نصیحت بالکل بے سود ہے۔ کیونکہ میری غذا اسقدر کافی ہے۔ کہ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر میں اپنی غذا میں اضافہ کروں۔ تو میری صحت میں فرق آجائیگا۔ نیند بڑھ جائیگی۔ اور سُستی اور کاہلی غالب آجائیگی۔ پھر میں اس قابل کہاں رہوں گا کہ رعایا کے اور ملک کے جو فرائض میری گردن پر ہیں۔ اُن کو ہوشیاری سے انجام دے سکوں۔

شہنشاہ بیگم۔ امیرالمومنین۔ یہ میں نہیں کہتی۔ کہ غذا آپ اسقدر بڑھائیں۔ بلکہ میرا منشاء ہے۔ کہ آپ کی صحت بنی رہے۔ اور طاقت بحال رہے۔ مقوی غذا کھانے سے میرا مطلب تھا۔ غذا پر ہی موقوف نہیں ہے۔ آپ کا لباس بھی بہت پُرانا اور میلا ہوگیا ہے۔ اور میں پیوند لگاتے لگاتے تھک گئی ہوں۔ آپ جب امیرالمومنین ہیں۔ تو آپ میں اسقدر مقدرت نہیں کہ نئی قمیص آپ بنا سکیں۔ اور پُرانی قمیص کو بدل ہی ڈالیں۔

خلیفہ۔ ام عبداللہ۔ تم مجھے اس نصیحت سے بھی معاف رکھو میں مسلمانوں کے بیت المال پر زیادہ بوجھ نہیں ڈال سکتا۔ آخر قیامت کے روز میں اس بات کا کیا جواب دوں گا۔ کہ میں نے کافی سے زیادہ روپیہ بیت المال سے صرف کر ڈالا ہے۔ حالانکہ میرا کوئی حق نہ تھا۔ کیا تم کو خبر نہیں۔ کہ خلفائے راشدین کے مرنے کے بعد اُن کے گھروں سے کوئی قیمتی چیز نہ نکلی تھی۔ اور جو ضروری سامان اُن کے پاس تھا۔ وہ بھی بیت المال میں داخل کردیا گیا۔ کیا تمہارے نزدیک میرا درجہ خدا کے سامنے اُن سے زیادہ ہے؟ اور کیا میں اس بات کا زیادہ حقدار ہوں۔ کہ اپنا بوجھ بیت المال پر [illegible] ہوں۔ اور اس کے معاوضہ میں خلافت کا کام کروں؟

شہنشاہ بیگم یہ جواب سُن کر خاموش ہوگئیں۔ پھر اُنھوں نے چاہا کہ بال بچوں کے لئے عید کا خرچ طلب کریں۔ مگر چونکہ خلیفہ کا مزاج درست نہ پایا۔ ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکال سکیں اور چپ چاپ اس کمرہ سے اُٹھ کر چلی گئیں۔ دوسرے دن شوال کی پہلی تاریخ تھی۔ صبح کا وقت تھا۔ آفتاب ابھی بلندی پر نہیں آیا تھا۔ اس کی دھیمی اور سنہری کرنیں دمشق کی عالیشان عمارتوں پر پڑ رہی تھیں۔ مسلمان زرق برق پوشاکیں پہن رہے تھے۔ عطر اور خوشبو لگا کر عیدگاہ جانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ کہ خلیفۃ المسلمین کے خلوت خانہ کا دروازہ کھُلا۔ اور اس میں خلیفہ کی بیوی ام عبداللہ داخل ہوئیں۔ اُن کے ساتھ تین چار چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ جن کی اُنگلیاں شہنشاہ بیگم پکڑے ہوئے تھیں۔ خلیفہ نے جو عبادت میں مشغول تھے۔ دیر کے بعد سر اُٹھایا۔ اور بیگم سے مخاطب ہوئے کیوں ام عبداللہ! خیر ہے؟ تم علی الصباح ان بچوں کو ہمراہ لے کر کیوں آئیں؟

شہنشاہ بیگم۔ یا امیرالمومنین یہ بچے رات بھر نہیں سوئے اور صبح تک مجھے بھی بے چین رکھا ہے۔

خلیفہ۔ کیوں۔ کیوں۔ آخر کیا سبب ہے۔ تم نے ان کو سُلا کیوں نہیں دیا۔

شہنشاہ بیگم۔ میں نے ان کو سونے سے ہرگز نہیں روکا۔ یہ خود ہی جاگتے رہے ہیں۔ کل شام سے ذرا پہلے یہ وزیراعظم کے ہاں جا نکلے تھے۔ اُس کے بچوں کے لئے جو عید کے کپڑے بنائے گئے تھے۔ اُن کو دیکھ کر مچل گئے۔ اور مجھ سے آکر کہنے لگے تم امیرالمومنین سے کہو۔ کہ وہ ایسے ہی کپڑے ہم کو بھی بنا دیں۔ چنانچہ رات کو جو میں آئی تھی۔ یہی بات کہنے آئی تھی۔ مگر آپ کے تیور بدلے ہوئے دیکھ کر چُپ چاپ چلی گئی۔ اور میں نے ایک لفظ بھی ان بچوں کی نسبت زبان سے نہ نکالا تھا۔ جب میں یہاں سے واپس گئی۔ تو بچوں نے چاروں طرف سے مجھے گھیر لیا اور پوچھنے لگے۔ کہ اماں جان! تم نے اباجان سے کیا کہا تھا اور انہوں نے کیا جواب دیا ہے؟ میں نے کہا کہ اس وقت تو میں کوئی بات نہیں کہہ سکی۔ صبح کو جاؤں گی۔ اور تمہاری بات کا جواب لاؤنگی۔ اس پر ان بچوں نے تمام رات نہ مجھے سونے دیا نہ آپ سوئے۔

خلیفہ۔ کپڑے تو اُن کے پاس ہیں۔ آخر یہ کیا پہنے ہوئے ہیں۔ رہی یہ بات کہ وزیراعظم کے بچوں کے جیسے کپڑے بنائے گئے ہیں۔ ان کے بھی بنائے جائیں۔ یہ ناممکن ہے۔ بیت المال سے دو درم روزانہ میرے لئے مقرر ہیں۔ وہ میں دے سکتا ہوں۔ اس سے زیادہ کسی طرح نہیں دے سکتا۔ کیونکہ بیت المال میں جو کچھ ہے۔ وہ مسلمانوں کا ہے۔ میں اپنے حق سے زیادہ کیونکر دے سکتا ہوں۔

شہنشاہ بیگم۔ امیرالمومنین۔ کپڑے تو بے شک ان کے پاس ہیں۔ اور اگر ہم اور کپڑے بنوانے بھی چاہیں۔ تو نہیں بن سکتے۔ کیونکہ نماز عید کا وقت قریب ہے۔ ہاں صرف اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ بچوں کو عیدگاہ میں خرچ کرنے کے لئے کچھ دے دیا جائے۔ یہ مجھے بھی معلوم ہے۔ کہ دو درم روزانہ آپ کے لئے بیت المال سے مقرر ہیں۔ اور اس سے زیادہ آپ نہیں لے سکتے۔ مگر ہم تنگی سے گذران کرلیں گے دو درم آج کے اور دو درم کل کے چار درم ان بچوں کے لئے آپ بیت المال سے نکلوا دیں۔ اس سے زیادہ کی سفارش میں کبھی نہ کروں گی۔

خلیفہ۔ ام عبداللہ۔ تم عقلمند ہو کر یہ بات زبان پر لاتی ہو مجھے تعجب ہوتا ہے۔ میں تم سے سوال کرتا ہوں۔ کہ آج کے درم میں کس طرح بیت المال سے نکلوا سکتا ہوں جبکہ دن ابھی پورا بھی نہیں ہوا۔ اور دوسرا دن وہ تو ابھی شروع بھی نہیں ہوا۔

شہنشاہ بیگم۔ کیا آپ اتنی قدرت بھی نہیں رکھتے۔ کہ اپنی دو دن کی تنخواہ پیشگی خزانہ سے برآمد کرا سکیں۔

خلیفہ۔ (غصہ سے ناراض ہوکر) بیشک میں امیرالمومنین ہوں مگر امیرالظالمین کہلانا نہیں چاہتا۔ مجھ کو جو کچھ بیت المال سے ملتا ہے۔ وہ اس بات کا معاوضہ ہے۔ کہ میں مسلمانوں کی خدمت کروں۔ جو دن ابھی پورا نہیں ہوا۔ یا شروع نہیں ہوا اور اُس کی خدمت بھی میں نے انجام نہیں دی۔ پھر میں کیسے اس کے معاوضہ کا مستحق ہوسکتا ہوں۔ یہ چار درم جو تم مجھ سے مانگتی ہو۔ میں اُس حالت میں خزانہ سے نکلوا سکتا ہوں۔ جبکہ تم اس بات کی ذمہ وار بنو۔ کہ میں یہ دو دن زندہ رہونگا اور مسلمانوں کی خدمت انجام دینے کے قابل رہوں گا۔ کیوں ام عبداللہ کیا تم یہ ذمہ لے سکتی ہو؟

شہنشاہ بیگم اپنے شوہر کی اس معقول دلیل کا کوئی جواب نہیں دے سکتی تھیں۔ چُپ چاپ معصوم بچوں کی انگلیاں پکڑے خلوت خانہ سے نکل گئیں۔ (شریف بی بی)

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری۔ مریضوں کی آہ زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے۔ کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا۔ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں۔ اور راز مانو۔ پھر منگواؤ بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان لوگوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے۔ جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہ تھا۔ کہ لکھ ماریں۔ جو اہرات سے تیار ہوتی ہیں۔ اول نمونہ مفت منگائیے۔ پھر اگر شفا ہو۔ تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس ۵؍

طلاء طلسمی۔ پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلا سے فائدہ اٹھائیں۔ اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ اس کو مفید پائیں گے۔ قیمت ۶ ماشہ ۶؍

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا اور قوت بصارت بڑھانے والا۔ قیمت فی تولہ ۸؍

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا۔ قیمت فی بکس ۸؍

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں۔ کہ کونسی آپ کو شکایت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے۔ کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو۔ تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔



قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے دیر تک رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد زیادہ مادہ پیدا کرتے ہیں۔ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائے گا۔ کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت۔ ہیجان۔ صفرا۔ صفراوی یا تپ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکر آنا۔ دردسر۔ نفخ یعنی کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر بہت عرصہ یہی حالت رہے۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے اجزوں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ قیمت فی شیشی ۴؍ و ۸؍ و ۱۲؍
۱۲؍ والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں۔ جو ۴؍ والی شیشی سے پنجگنی ہیں۔

۱۲؍ والی شیشی

ڈون پی او باکس نمبر ۲۰ بمبئی

سے طلب کرو۔

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہوگئے؟

یہ کل کی بات ہے۔ کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں۔ پچاس ہزار نہیں۔ بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شرکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور آج تک پورے دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۶۲ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو۔ اس کی اس قدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو اجتک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے۔ کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا۔ کہ جناب ڈاکٹر میجر بی ٹائٹ صاحب بہادر لفٹنٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو چمکاتا ہے اور خون صالح بکثرت پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی آگ سے چاق و چوبند کرکے ہر انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتا ہے۔ کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں۔ تو پیٹ ہو کر بے آپ ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور ملنے ہوئے ڈاکٹروں۔ میڈیکل کالج کے لیکچراروں۔ معزز عہدہ داروں۔ سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیازانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۶۳ روپے سوح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے۔ جو یہ نتیجہ نہ نکالے۔ کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قانون قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ ان کے لئے روح حیات تریاق کامل تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے۔ جو کثرت خواہشات اور طفولیت کی نادیہ حرکات سے لاحق ہوگئی ہوں۔ اُن کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق کے ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دی جائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص اُن اعضاء پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد۔ جوان مرد کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحبکار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ مجھے کیمیاگر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنہ (عہ۸)

روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی "روغن دافع سستی" موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہو کر معمولہ طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کبھی اور دوائی کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپے چار آنہ (للعہ) شیشی خورد دو روپے دو آنہ (عہ۲)

یہ دونوں دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کرو۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت انسان کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے۔

علمی اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے۔ اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں ان کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں کہ اس میں نور ہدایت اور شفا ہے۔

ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ (عصہ)

نوٹ آٹھ پارے تیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے آٹھ روپے (سعہ) مع محصولڈاک

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے درخواست کرو۔

کارخانہ الحکم کی رعائتی کتب کا اعلان

سالانہ جلسہ کی تقریب پر کارخانہ الحکم کی قیمتی کتابوں میں جو رعایت کی گئی تھی اور جملہ کتابیں بنصف پر فروخت ہوئیں اس سے ان لوگوں کو فائدہ اٹھانیکا موقعہ دینے کے لئے جو جلسہ پر نہیں آسکے اعلان کیا جاتا ہے کہ ۳۱ جنوری ۱۹۱۲ء تک یہ کتابیں رعائتی قیمت پر ملینگی۔ سوائے ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۵۔ اور مجربات نورالدین جلد سوم کے

فہرست کتب

- ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱ تا ۸ ... فی پارہ ایک روپیہ رعائتی قیمت ۸ر
- حقیقت نماز مسئلہ نماز پر جامع تصنیف قیمت عصہ رعائتی ۸ر
- رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء حضرت اقدس اور بزرگان قوم کی تقریروں کا مجموعہ } رعائتی ۸ر
- تفسیر سورہ بقر رعائتی قیمت ۱عہ
- مجربات نورالدین قیمت ۱۰
- رد چکڑالوی قیمت ۵ر رعائتی قیمت ۲ر
- اصلاح النظر آریوں کے رد میں رعائتی قیمت ۱ر
- ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۲ { پارہ نمبر ۱۵ سورہ بنی اسرائیل اور کہف } قیمت عصہ
- البامات و اشتہارات ۱۹۰۵ء قیمت ۱ر
- حضرت اقدس کی تقریر اور ایک خط قیمت ۱ر

محصولڈاک بذمہ خریدار

المشتہر

خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

بچوں کی تندرستی

والدین کیلئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر ہوتا ہے۔ بچہ اگر سست اور پژمردہ اور بھوک تھک گئی ہو تو اس کو فوراً

اسکاٹس ایملشن

دینا چاہیے اس کو دودھ میں چند قطرے ملا کر دیجئے بچہ میں بڑا فرق ہو جاتا ہے۔ اور وہ خوش و بشاش ہو جائیگا۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے ہاتھ سے نہیں چھوڑا جاتا

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ

لنڈن